نمبر ۲۱ | مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۶ ستمبر بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مقامی غیر احمدی اصحاب بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ہندوؤں نے ان کا ہر طرح بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ دوکانوں سے لوگوں کو سودا خریدنے سے روکتے اور ہر طرح تنگ کرتے ہیں۔ چوہدری فتح محمد صاحب شیخ یعقوب علی صاحب۔ میر قاسم علی صاحب نے پرجوش تقریریں کیں۔ اور سکھوں اور ہندوؤں کی اشتعال انگیزیوں کا ذکر کر کے کہا۔ ہم اپنے حقوق اور وقار کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور وقت آنے پر شرارت پسندوں کو بتا دیں گے۔ کہ مومن کس قدر جری اور بہادر ہوتے ہیں۔ نیز مقامی غیر احمدی اصحاب کو ہر طرح امداد کا یقین دلایا +

۵ ستمبر لجنہ اماء اللہ کا جلسہ ہوا۔ جس میں کئی ایک مضامین پڑھے گئے

سُنا ہے قادیان میں تھانہ قائم کئے جانے کی اطلاع افسران پولیس کو آگئی ہے۔ یہ ہندوؤں اور سکھوں کی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کا نتیجہ ہے +

انہدام مذبح قادیان کے خلاف اظہار غم و غصہ کی قرار دادیں

مختلف مقامات پر مسلمانوں کے جلسے

مسلمانان گورداسپور کا جلسہ

ضلع گورداسپور کی شہری اور دیہاتی آبادی کے مسلمانوں کا ایک شاندار جلسہ عام ۲۳ اگست کو منعقد ہوا۔ اور حسب ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں +

(۱) یہ جلسہ ان لوگوں کے کمینہ بزدلانہ اور خلاف قانون فعل پر شدت سے نفرین بھیجتا ہے جنہوں نے قادیان کے مذبح کو مسمار کر دیا +

(۲) یہ جلسہ احمدیہ جماعت اور دیگر مسلمانوں کے رویہ کو جو قادیان اور اس کے نواح میں رہتے ہیں۔ نہ دل سے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ پٹھانوں اور دیگر پرجوش مسلمانوں کی کثیر آبادی رکھنے کے باوجود وہ اب تک امن سے بیٹھے ہیں +

(۳) یہ جلسہ ان احمدیوں اور غیر احمدیوں کی مساعی کو مستحسن قرار دیتا ہے۔ جنہوں نے پر امن فضا قائم رکھنے کی کوشش کی۔ یہ جلسہ مسٹر بی مارسڈن ڈپٹی کمشنر اور مسٹر جے ای اٹلی سپرنٹنڈنٹ کے تدبر کو بھی قابل ستائش سمجھتا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو یقین دلایا ہے کہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائیگا اور ان سے پُرامن رہنے کی درخواست کی +

(۴) یہ جلسہ اس شر آمیز اور گمراہ کن پروپیگنڈا کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ جو مسلمانوں سے حکام اور پبلک کی ہمدردی دور کرنے اور ان کو مذہبی حقوق سے محروم کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ شر آمیز پروپیگنڈا قومی ترقی کے لئے حارج ہوگا۔ اور دت بھگت سنگھ وغیرہم کے افعال کی طرح ملک کے لئے نقصان دہ ہوگا +

(۵) یہ جلسہ تمام سرکردہ مسلمانوں سے استدعا کرتا ہے۔ کہ کانگرس کے آیندہ اجلاس لاہور سے اس وقت تک الگ تھلگ رہیں۔ جب تک مسلمانوں

کے حقوق محفوظ نہ ہو جائیں۔ اور جب تک کہ کانگرس ہندو مہاسبھا کا آلہ کار بری بنی ہوئی ہے ✦

(۶) یہ جلسہ ضلع کے سرکردہ مسلمانوں کی توجہ اس امر کیطرف مبذول کراتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے پروپیگنڈا کیا جائے۔ اور روپیہ جمع کیا جائے ✦

(۷) یہ جلسہ اس امر پر سخت اظہار افسوس کرتا ہے کہ اس امر کے باوجود کہ مسلمانوں کی آبادی ۵۰ فیصدی ہے۔ اور اچھے ذرائع اور اچھے باغوں کے مالک ہیں۔ ضلع کے ۵۰ ذیلداروں میں سے صرف ۸ مسلمان ہیں۔ اور سال گذشتہ سے پہلے کوئی آنریری مجسٹریٹ نہ تھا۔ ۷ ہندو آنریری مجسٹریٹوں کے مقابلہ میں تین مسلمان نہایت ناکافی ہیں۔ کم از کم سات اور مسلمان آنریری مجسٹریٹ ضلع کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مقرر کئے جائیں ✦

(۸) یہ جلسہ حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ اس ضلع میں مسلمان حکام مامور کئے جائیں۔ سارے ضلع میں کوئی مسلم تحصیلدار نہیں ✦ ایس ایم عبدالمجید

مسلمانان دہلی کا جلسہ

دہلی ۴ ستمبر بابو اعجاز حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ نے حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے:۔

آج احمدیہ ریڈنگ روم میں احمدیہ جماعت اور دوسرے حضرات کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت بابو اعجاز حسین منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور ہوئی ✦

قادیان میں مذبح کا قائم رہنا مسلمانوں کی روز افزوں ضروریات کے باعث نہایت ضروری ہے۔ مسلمان جنہیں یقین ہے کہ حکومت ان کے مذہبی۔ سیاسی اور اقتصادی حقوق کی بخوبی حفاظت کر سکتی ہے اس کے انہدام کو بحث غم و غصہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر حکومت نے ان کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے معقول انتظام نہ کیا۔ تو غیر مسلموں کو مزید جبر و تشدد روا رکھنے کی جرأت ہو جائے گی۔ سازش کرنے والوں کو ضرور کیفر کردار تک پہنچانا چاہیئے۔ قادیان شریف ایک ممتاز و مقدس قصبہ ہے۔ حکومت سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ وہ مسلمانان ہند کے حقوق و احساسات کا مناسب خیال رکھے ✦

انجمن احمدیہ ڈیرہ اسماعیل خاں کا جلسہ

منظور احمد صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ انجمن احمدیہ ڈیرہ اسماعیلخاں نے ایک عام جلسہ کر کے گورنر صاحب پنجاب کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ مذبح قادیان کا قیام مسلمانوں کی روزانہ بڑھتی ہوئی آبادی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے ازبس ضروری ہے۔ مذبح کا ہٹا دینا نہایت خطرناک ہے۔ اس وقت مذبح کا ہٹانا گورنمنٹ کی کمزوری کو ظاہر کرے گا۔ اور غیر مسلم لوگوں کو مزید فتنہ اور شرارت کے لئے جرأت دلائے گا ✦

جماعت احمدیہ فیروزپور کا جلسہ

جماعت احمدیہ فیروزپور کے ایک غیر معمولی اجلاس میں جو ۱۰ ستمبر ۱۹۲۹ء بوقت شام منعقد ہوا۔ مندرجہ تحت ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) یہ مجلس قادیان کے مذبح کے بند کئے جانے کو نہایت غم اور غصہ کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ قادیان جماعت احمدیہ کی مقدس جگہ ہے جہاں مسلم آبادی روز افزوں ہے اور جہاں ذبیحہ گاؤ ایک نہایت اہم ضروریات میں سے ہے۔ بالخصوص جبکہ مذبح کی سرکاری طور سے اجازت حاصل کر لی گئی تھی۔ مذبح کے خلاف امتناعی حکم جہاں گورنمنٹ کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں قانون شکن حملہ آور سکھوں کے لئے مزید چیرہ دستیوں کا موجب ہوگا۔ لہذا یہ مجلس درخواست کرتی ہے کہ تحفظ حقوق مسلمانان کے لئے مذبح کو جلد از جلد جاری کیا جائے۔ اور جملہ فسادات کے بانیوں کو قرار واقعی سزا دی جائے ✦

(۲) نیز یہ مجلس پاس کرتی ہے کہ مذکورہ بالا ریزولیوشن کی نقل ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب۔ ناظر امور خارجہ قادیان اور مسلم جرائد کو بھیجی جائے۔

سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور ✦

جماعت احمدیہ کلکتہ کا جلسہ

(تار بنام الفضل)

مندرجہ ذیل تار ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کی خدمت میں سیکرٹری جماعت احمدیہ کلکتہ کیطرف سے بھیجا گیا ✦

احمدیہ ایسوسی ایشن کلکتہ کا غیر معمولی اجلاس جو ۵ ستمبر ۵ اپر قسپ سٹریٹ میں منعقد ہوا۔ بڑے زور کے ساتھ مقامی حکام کے اس رویہ کی سخت مذمت کرتا ہے جو انہوں نے قادیان کے احمدیوں کو شوریدہ سر سکھوں سے مذبح گاؤ کو پولیس کے سامنے منہدم ہونے سے بچانے کے متعلق اجازت نہ دینے۔ اور اس طرح انکو ایک معمولی شہری کے حقوق سے محروم رکھنے کی صورت میں اختیار کیا۔ نیز وہ کمشنر کے اس رویہ کو بھی سخت خوف اور مایوسی کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ جو اس نے مسلمانوں کے ایک وفد کو ملاقات سے محروم رکھنے اور غلط پروپیگنڈا کے اثر کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں کے صحیح بیانات نہ سننے کی صورت میں اختیار کیا

یہ جلسہ بڑے زور کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ گورنمنٹ مسلمانوں اور قادیان کے مقدس مقام کی حفاظت کی ذمہ داری میں سخت ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اور گورنمنٹ کو مشورہ دیتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف مسلمانوں اور احمدیوں کی خاطر بلکہ اپنے وقار کی خاطر بھی اس معاملہ میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کر کے اپنی رعایا کے زخمی دلوں پر مرہم رکھے ✦ مظفر الدین چودھری

انجمن احمدیہ کراچی کا جلسہ

انجمن احمدیہ کراچی نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

انجمن احمدیہ کراچی مذبح قادیان کو سکھوں اور ہندوؤں کے زبردستی گرانے کو خوف اور خطرہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور متفقہ طور پر گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد شوریدہ سر لوگوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے۔ اور مذبح دوبارہ تعمیر کرا دے۔ گورنمنٹ کی اس معاملہ میں معمولی تاخیر اس بات پر دال ہوگی۔ کہ وہ مسلمان قوم کے جائز اور واجبی حقوق کی نگہداشت سے پہلوتہی کر رہی ہے۔ (پریذیڈنٹ)

مجلس خلافت پنجاب کا اہم اجلاس

انہدام مذبح قادیان کے متعلق اظہار ناراضگی کی قرارداد

مجلس خلافت پنجاب کی مجلس منتظمہ کا ایک جلسہ ۲۹ اگست بروز جمعرات ملک فتح شیر خاں صاحب میونسپل کمشنر لاہور کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں اور قراردادوں کے علاوہ ایک یہ قرارداد بھی پاس کی گئی ✦

پنجاب پراونشل خلافت کمیٹی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے اس حکم پر غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے۔ جس کی رو سے قادیان کے مذبح کا لائسنس منسوخ کیا گیا۔ اور اسے مسلمانوں کے ایک متفقہ مذہبی شعار یعنی اجازت ذبح گاؤ میں بے جا مداخلت سمجھتی ہے۔ کمیٹی کی رائے میں یہ ضروری ہے۔ کہ مذبح جلد سے جلد از سر نو تعمیر کرایا جائے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس معاملے کے متعلق زبردست ایجی ٹیشن کریں۔ تاکہ آیندہ کسی کو مسلمانوں کے مذہبی امور میں مداخلت کی جرأت نہ ہو سکے قادیان کے گرد و نواح کے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ از سر نو مذبح کی تعمیر کے متعلق جلد مناسب تدابیر اختیار کریں ✦

اخبار احمدیہ

نظارت اعلیٰ کا اعلان

تنظیم جماعت کے متعلق جو سکیم مجلس مشاورت میں پاس ہوئی ہے وہ الفضل مورخہ ۲۰ اگست میں شائع کر دیگئی ہے۔ احباب جماعتوں کے ساتھ مشورہ کر کے اس کے مطابق انجمن اضلاع و تحصیل بنا کر مجھے جلد اطلاع دیں۔ ذوالفقار علیخاں ناظر اعلیٰ

ضلع شیخوپورہ کی احمدیہ انجمنوں کو اطلاع

مجلس مشاورت ۲۹ء کے ریزولیوشن منظور فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت انجمن احمدیہ شیخوپورہ نے تمام ضلع شیخوپورہ کے نظام کے متعلق ۲۲ ستمبر ایک جلسہ قرار دیا ہے۔ ضلع کی تمام احمدیہ انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے نمایندہ اس تاریخ پر چودھری حاکم دین صاحب پلیڈر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شیخوپورہ کے مکان پر بھیجدیں۔

رحیم بخش سیکرٹری جماعت احمدیہ شیخوپورہ

اعلان بیعت

آقائی و مولائی و سیدی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ ہوا بندہ حضور کے حلقہ بیعت میں آیا۔ مگر چونکہ پورے طور پر سلسلہ کی واقفیت نہ تھی۔ جلد ہی مخالفین کی مخالفت کا شکار ہو گیا۔ اور محض اپنی کم فہمی اور نادانی سے سلسلہ کی مخالفت میں لگ گیا۔ مگر اب ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی کی تبلیغ اور تحقیق کرنے پر مجھے اچھی طرح سے تسلی ہو گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے تمام دعاوی میں صادق ہیں اور حضور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں ✦

حضور اپنے اس ادنیٰ خادم کے قصور معاف فرما دیں اور میری بیعت کو قبول فرما دیں۔ اور دعا بھی فرما دیں کہ خدا تعالیٰ استقامت کی توفیق دے

اخبار الفضل قادیان دارالامان - مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل قادیان

نمبر ۲۱ — جلد ۱۷

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۹ء

مذبح قادیان کے متعلق کمشنر صاحب کی بازگشت

کمشنر صاحب کے رویہ پر مسلمانوں میں بے چینی

حقوق ملی کی حفاظت کے لئے اتحاد اسلامی کا شاندار مظاہرہ

کمشنر صاحب لاہور نے ۲۷ اگست بمقام گورداسپور مذبح قادیان کا اپیل جس رنگ میں سُنا تھا۔ اس کی کیفیت اسلامی پریس میں شائع ہو چکی ہے۔ احمدی جماعت نے بے انصافی کے اس مکروہ مظاہرہ کو دیکھ کر گورنر پنجاب کو بذریعہ تار مسلمانوں کے حقوق کی غیر محفوظی سے مطلع کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنر صاحب بہادر نے کمشنر صاحب کو اس فروگذاشت کی تلافی کے لئے ہدایت کی۔ جس کی تعمیل میں ۳ ستمبر کو کمشنر صاحب نے موضع ننگل باغباناں جو قادیان سے ۵ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ہندو و مسلمانوں کو طلب کیا اس امر کی اطلاع کہ کمشنر صاحب ہندو و مسلمانوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیں گے۔ ہمیں ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کی صبح کو پونے سات بجے ہوئی۔ قادیان سے ننگل باغباناں تک سواری کا کوئی بندوبست نہیں مقدمہ کی سماعت کے لئے آپ نے بارہ بجے کا وقت مقرر کیا۔ جو اس موسم میں شدت حرارت کا وقت ہے۔ اس لئے لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ ہم نے پہلی مرتبہ بھی بذریعہ تار ان سے درخواست کی تھی۔ کہ وہ اس مقدمہ کو بمقام قادیان سماعت فرمائیں۔ تاکہ قضیہ زمین برسر زمین کے مطابق ان کو واقعات کے سمجھنے اور حالات کا معاینہ کرنے میں آسانی ہو قرب و جوار کے باشندے بھی نہایت سہولت اور آسانی سے جمع ہو سکیں۔ مگر انہوں نے نامعلوم اسباب اور وجوہات کی بنا پر مقام ننگل باغباناں تجویز کیا۔ اور اس کی اطلاع عین اسی دن صرف پانچ گھنٹہ پیشتر دی

کیا واقعات کی صداقت کی تحقیقات کا یہی اصول ہے۔ کہ فریق متعلقہ کو کافی وقت اور مہلت نہ دی جائے۔ اور اس کے لئے ایک ایسا مقام منتخب کیا جائے۔ جو محل تنازعہ سے ۷ میل دُور ہے۔ اس میں بجز اس کے اور کوئی راز مخفی نہیں ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے تیار نہ ہو سکیں۔ اس لئے ہندو اپنے مقدمہ کے متعلق پورے طور پر ۲۷ اگست کو اپنے دلائل پیش کر چکے تھے۔ اگر کوئی پہلو باقی تھا۔ تو وہ مسلمانوں کے لئے تھا۔ اور ان کی دوبارہ آمد مسلمانوں ہی کے تار کا نتیجہ سمجھی جاتی ہے۔ کمشنر صاحب کو چاہئے۔ تو یہ تھا۔ مسلمانوں کو پورا موقعہ دیتے۔ مگر انہوں نے نہایت تنگ وقت میں اطلاع دی۔ اور مقام ایسی جگہ تجویز کیا۔ جہاں پہونچنے کے لئے دقتیں تھیں۔ لیکن کمشنر صاحب حیران رہ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ ۱۲ بجے سے پہلے پہلے تین چار ہزار کے درمیان مسلمان وہاں جمع ہو گئے ۔

اتحاد اسلامی کا یہ شاندار مظاہرہ دیکھ کر کمشنر صاحب اپنے آپ میں نہ رہے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ چند لوگ بمشکل آسکیں گے۔ مگر مسلمانوں کے لئے یہ تو حیات و ممات کا سوال تھا۔ اور وہ ہر قسم کی قربانی اور قیمت پر بھی اپنی حیات ملی کے بقا اور تحفظ کے لئے تیار ہیں۔ اس اجتماع میں احمدی اور غیر احمدی۔ سُنی اور شیعہ کا سوال نہ تھا۔ سب کے سب ایک ہی خیال اور جذبہ سے متحرک ہو کر ایک ہی جھنڈے کے نیچے کھڑے تھے۔ کمشنر صاحب یہ سمجھے بیٹھے تھے۔ کہ سکھوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہوگی۔ اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم۔ اس لئے وہ کیمرہ لئے ہوئے کوٹھی سے باہر نکلے۔ وہ سمجھتے ہونگے۔ کہ ان کی کامیابی کا یہ روشن ثبوت ہوگا۔ کہ فوٹو میں سکھوں کی بہت بڑی تعداد نظر آئیگی لیکن جب انھوں نے دیکھا۔ کہ سکھوں اور مسلمانوں میں ایک اور پچاس کی نسبت ہے۔ تو کمشنر صاحب اپنے اس شوق کو پورا نہ کر سکے۔ اور ہمہ ارمان آمدہ بودم وہمہ حرمان رفتم کہتے ہوئے۔ آپ نے اپنی توجہ انتظام کی طرف مبذول کی۔ یہ بات یقیناً تعجب سے سنی جائے گی۔ کہ کمشنر صاحب آئے تو تھے۔ ہندو مسلمان نمائندوں سے ان کے خیالات سننے کے لئے اور پولیس فورس کی بہت بڑی تعداد انتظام کے لئے موجود تھی۔ اور کپتان صاحب بہ نفس نفیس نہایت عمدگی سے انتظام میں مصروف تھے۔ لیکن کمشنر صاحب نے بیجا مداخلت کو ضروری سمجھا ۔

کمشنر صاحب اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے جو بحیثیت کمشنر انہیں حاصل ہے۔ مسلمان نمائندوں کو ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔ ہم ایسے معزز افراد کے نام پیش کرنے کو تیار ہیں۔ جن کو بلا وجہ خلاف قانون اور ضابطہ اخلاق کے عام اصول کے خلاف دھمکایا۔ اور انھیں اپنے ان فرائض سے روک دیا۔ جو قوم کی طرف سے ان پر عائد کئے گئے تھے۔ اور کمشنر صاحب نے انھیں بیجا طور پر اپنے خیالات کے اظہار سے روکا۔ کمشنر صاحب کا یہ حق نہیں تھا۔ کہ وہ اپنی پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھاتے۔ وہ خود لوگوں کو بلاتے ہیں۔ کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ لیکن جب لوگ موقعہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ تو انھیں دھمکا کر اور ڈرا کر اپنے خیالات کے اظہار سے روک دیا جاتا ہے۔ یہ انگریزی انصاف کا قتل ہے۔ اور ایک انگریز کے ہاتھ سے۔ اگر پنجاب گورنمنٹ اس کے لئے ایک آزاد کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کرے۔ تو ہم یہ ذمہ داری اپنے اوپر لینے کو تیار ہیں۔ کہ ان شہادتوں کو پیش کریں۔ جن سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ کمشنر صاحب نے کس طرح معزز۔ تعلیم یافتہ اور زمینداروں کو ڈانٹا اور جھڑکا اور خاموش رہنے پر مجبور کیا۔ اس سے صریح طور پر ان کے اس رویہ کا پتہ لگتا ہے۔ جو انھوں نے مسلمانوں کے متعلق اختیار کر رکھا تھا ۔

قانونی فیصلہ ایک حاکم مجاز جو کچھ بھی چاہے کرے وہ قانون کا منشاء سمجھنے میں غلطی کر سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا فیصلہ خاص اثرات کے نیچے ہو۔ مگر یہ حق قانون نے کسی بڑے سے بڑے حاکم کو بھی نہیں دیا۔ کہ وہ شریف اور معزز اور تعلیم یافتہ لوگوں کو بلائے اور اُن سے عام اخلاق کے اصول کی بناء پر بھی معاملہ نہ کرے۔ کمشنر صاحب نے جو سلوک مسلمان معززین سے کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کے خلاف اظہار نفرت کیا جائے۔ یہ انگریزی انصاف اور انگریزی اخلاق کے ساتھ ہنسی تمسخر ہے۔ اور اسکی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ کیوں انہوں نے اپنے حقوق کو غیر محفوظ پا کر گورنر صاحب بہادر کو تار دیا۔ اگر کمشنر صاحب نے یہ سمجھا ہے تو یہ انکی غلطی ہے۔ ہم اپنی آواز بلند کریں گے اور اس پکار سے نہیں رُکیں گے کہ اس قسم کے افسران کے ذریعہ انگریزی اخلاق اور انگریزی انصاف بدنام ہو گا +

غرض کمشنر صاحب نے مسلمان نمائندوں کے ساتھ صریح بداخلاقی کا برتاؤ کیا۔ اس بدسلوکی اور اس بداخلاقی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بعض پولیس آفیسروں نے بھی مسلمان نمائندوں پر اپنے جوش کا اظہار کیا۔ لیکن چونکہ انہوں نے معذرت کر لی۔ اس لئے ہم اس کا ذکر کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اس امر کا ذکر کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ کہ مسلمان نمائندے جو ننگرائیں میں آٹھ آٹھ دس دس کوس کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ اور حسب معمول ان کے ہاتھ میں سوٹے اور چھڑیاں تھیں۔ پولیس نے سب کی سب ان سے چھین لیں۔ اور ایک جگہ جمع کرا لیں مگر ہندوؤں اور سکھوں سے لاٹھیاں لینے میں بے توجہی سے کام لیا گیا۔ حتیٰ کہ بعض سکھوں کے پاس کرپانیں تھیں۔ وہ بھی ان کے پاس ہی رہیں۔

یہ بھی مسلمانوں کی تحقیر ہے ورنہ ایک امن پسند مجمع اور قوم کے جذبات کی عملی توہین ہے۔ ہم اگر لڑتے تو جب بوچڑ خانہ گرایا گیا تھا اس روز لڑتے۔ یا اس کے بعد جب مختلف اوقات میں ہمارے جذبات کی اشتعال انگیزی کے لئے مختلف قسم کی حرکات کی جاتی رہی ہیں۔ ہم نے اپنے جذبات پر قابو رکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ ہم امن کے لئے بہت بڑی قربانی کر سکتے ہیں۔ ابھی ۹ ستمبر کا واقعہ ہے کہ قادیان میں جھٹکہ فروشی کا نیا طریق ایجاد کیا گیا۔ کہ ایک سکھ باہر سے جھٹکہ لا کر قادیان کی گلیوں میں پکار کر بیچتا ہوا پکڑا گیا۔ عام مسلمانوں میں اس کے متعلق جوش پیدا ہو جانا طبعی امر تھا۔ مگر مسلمانوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ پھر دوسرے ہی دن جبکہ یہاں پولیس کے افسر آئے ہوئے تھے۔ ایک لڑکا جھٹکے کی کھال ہمارے لنگر خانہ میں بیچنے کے لئے بھیجا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ جھٹکے کی کھال ہے۔ اور اس طرح بھی اشتعال انگیزی کی گئی۔ مگر ہم مسلمان باتوں کو اپنے عام اخلاق اور رواداری کے اصولوں پر چھوڑ دیا۔ پھر ایسی جماعت اور مسلمانوں کے عام نمائندوں سے ایسے موقعہ پر لاٹھیوں اور سوٹیوں کا لے لینا انکی سخت توہین ہی

احمدی جماعت اپنے امام کے حکم سے لاٹھی رکھنے پر مامور ہے اور دوسرے مسلمان خصوصاً زمیندار لوگ اپنے ہاتھ میں لاٹھیاں رکھتے ہیں۔ ان سے لاٹھیاں چھین لینا انہیں گویا قانون شکن قرار دینا ہے۔ یہ فعل کسی کے حکم سے ہوا ہو کسی کی تحریک سے ہوا ہو۔ ہم اس کو اپنی توہین یقین کرتے ہیں۔ غرض کمشنر صاحب نے اس انتظام کو اپنے ہاتھ میں لے کر دوسرا کام یہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو جو ستر دیہات کے نمائندے تھے قطعاً کہنے اور بولنے سے روک دیا۔ اور چند دیہات کے نمائندے منتخب کر لئے۔ تعجب ہے کہ جو لوگ اپنی قوم اور اپنے گاؤں سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ انہیں اپنے دیہات کی نمائندگی کا فرض ادا نہیں کرنے دیا جاتا۔ دور کے سکھوں کے گاؤں کے نمائندے شامل کر لئے لیکن قریب کے مسلمان گاؤں کو چھوڑ دیا۔ پھر جن دیہات کے نمائندے خود کمشنر صاحب نے منتخب کئے ان میں سے بھامبڑی کے نمائندوں کو بولنے نہیں دیا۔ حالانکہ وہ اس جگہ گئے ہوئے تھے۔ جہاں اس خلاصہ نمائندگان کے مجمع کو جمع کیا گیا تھا۔ اس کے برخلاف سکھوں کو پوری آزادی تھی وہ جسے چاہتے لے آتے تھے اور کمشنر صاحب اور ان کے ریڈر جو ہندو صاحب ہیں ان کے بیانات قلمبند کرتے جاتے تھے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے مذبح کے ابتدائی ایام میں ایک تار دیا تھا۔ ہندوؤں نے اس تار سے خلاف مفہوم فائدہ اٹھایا۔ اور یہ کہا گیا کہ وہ ہمارے مخالف ہیں۔ چنانچہ ۲۷ اگست کو ہندوؤں کے وکیل نے اس دلیل کو بڑے جوش سے پیش کیا۔ حالانکہ مرزا صاحب اپنے تار کا اصل مفہوم شیخ عبد الرحیم صاحب ای۔اے سی کے سامنے بیان کر چکے تھے اور انقلاب میں ایک مضمون بھیجکر بھی توضیح کی۔ اور کمشنر صاحب کے پاس اپنا نمائندہ ۲۸ اگست کو بھیجا۔ اور بذریعہ تار انکو اطلاع دی۔ مگر جب کمشنر صاحب نے اس سے ملاقات نہ کی۔ اور اپنی خودسری کا اس طرح پبلک مظاہرہ کیا۔ تو خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب اپنی علالت کے باوجود تکلیف اُٹھا کر بھی ننگرائیں پہنچے اور انہوں نے اپنا بیان قلمبند کرایا مگر کمشنر صاحب کی مہربانی اور شفقت ملاحظہ ہو کہ انہوں نے خان بہادر صاحب کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ انکو کیوں تکلیف دی۔ کمشنر صاحب کو یہی کہنا چاہیئے تھا کیونکہ یہ کام بھی ان کی امید کے خلاف ہوا۔ اگر مرزا صاحب کی طرف سے ان کا کیس ایسی حالت میں رہتا تو یہ خطرناک حربہ حقوق ملی کے خلاف تھا۔ اور اب کمشنر صاحب کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہیں۔ کہ مذبح کے خلاف مرزا صاحب کے کسی تار کو استعمال کر سکیں مرزا صاحب نے کہا میں بیمار ہوں اور چلنے پھرنے سے معذور۔ ابھی بخار کا حملہ ہوا ہے لیکن میں ضرور جاؤں گا۔ اور اگر اسی سفر میں میری جان نکل جائے تو میں اسے اپنے گناہوں کی بہت چھوٹی قربانی سمجھونگا۔ اور فخر کرونگا۔ کہ حیات ملی کے لئے میری جان نکل گئی جو ایک دن نکلنے والی ہے +

کمشنر صاحب نے ان پر یہ بھی جرح کی کہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے صاف کہا میں احمدی ہوں۔ اور یہ بھی کہا۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی کا کوئی سوال نہیں۔ ہر مسلمان اسے اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور ضرور ہونا چاہیئے۔ یہ واقعہ بھی کمشنر صاحب کے رویہ کے اظہار کے لئے بیان کیا گیا ہے +

نمائندوں کے انتخاب کے بعد کمشنر صاحب نے پہلے ان لوگوں کے بیانات لکھوائے لکھنے والے انکے ریڈر صاحب تھے جو ہندو ہیں۔ اور پھر ان نمائندوں میں سے بعض کو اظہار خیالات کا موقعہ دیا۔ مگر جو مشاہدہ ہم نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ سکھوں کے بیان پر کوئی جرح نہیں کی گئی مگر مسلمان نمائندوں کے ساتھ مباحثہ کی طرح ڈالتا رہا۔ اور غیر متعلق بحث شروع کر دی۔ تاکہ وہ اپنے خیالات کو پوری وضاحت سے بیان نہ کر سکیں۔ ایک لفظ بھی کمشنر صاحب نے سکھوں کے دلائل کے متعلق نہیں کہا۔ باوجودیکہ وہ مضحکہ خیز دلائل تھے۔ ان دلائل پر بحث کرنا اسوقت ہمارا کام نہیں مگر ایک دلیل ضرور پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر بیان کیا بوچڑ خانہ اس واسطے نہیں ہونا چاہیئے کہ یہاں چیلیں آئیں گی اور ان کی بیٹ ہمارے مویشی کھا کر مر جائیں گے؟ مگر جب ہماری طرف سے تقریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ایک ایک قدم پر کمشنر صاحب مناظرہ کی مجلس گرم کرنا چاہتے تھے۔ خود ہمارے ساتھ جو مباحثہ ہوا وہ کسی دوسری جگہ یا دوسرے موقعہ پر درج کر دیا جائے گا۔ اس جگہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ کمشنر صاحب نے یہ اپنا فرض قرار دے لیا تھا کہ ہماری ہر بات پر اعتراض کریں۔ مثلاً ہم نے تقریر کے آغاز میں ہی یہ کہا کہ گائے کا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا ہمارا ایک مذہبی اور اقتصادی حق ہے۔ کمشنر صاحب نے کہا کہ کوئی حق نہیں؟ ہر چند ان کو کہا گیا کہ یہ حق ہے اس لئے کہ مذہب نے ہم کو اجازت دی ہے اور ہماری اقتصادی ضروریات ہمیں مجبور کر رہی ہیں کہ اس مذہبی حق کا ہم استعمال کریں۔ اور کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ہم کو ہماری خوراک کے متعلق روکے۔ مگر انہیں اصرار تھا کہ نہیں یہ کوئی حق نہیں۔ مجبوراً کہنا پڑا کہ آپ پورک کھاتے ہیں اور اس کھانے میں آزاد ہیں۔ تو آپ کا یا کسی اور کا کیا حق ہے کہ ہم اپنے گھر میں جو کچھ کھائیں ہمیں اس سے روکے۔ اس پر بحث کا سلسلہ کچھ اور ہی چلا۔ جسے مفصل لکھ دیا جائے گا۔ تاکہ کمشنر صاحب کی معاملہ فہمی کی حقیقت طشت از بام ہو۔

جب کمشنر صاحب نے بولنے کا موقعہ دیا تو ایک جدید طرز بھی آپ نے ایجاد کیا اور ہم سمجھتے ہیں یہ طریق نہایت خطرناک اور دو قوموں میں فساد اور نفرت کے جذبات

پیدا کرنے کا موجب ہے۔ عدالت میں دو فریق جھگڑتے آتے ہیں۔ اور عام طریق گفتگو اخلاق اور عدالت میں یہ ہے۔ کہ عدالت کو خطاب کیا جاتا ہے۔ مگر کمشنر صاحب نے مجمع کو خطاب کا حکم دیا اور ہر بولنے والے کو کہا۔ کہ وُہ لوگوں کو مخاطب کرے۔ مثلاً مسلمانوں کو کہا۔ کہ سکھوں سے خطاب کرے۔ ان کو اپنے دلائل سُنائے اور سکھ کو کہا کہ مسلمانوں کو سُنائے۔ اس طریق سماعت مقدمہ کی جس قدر مذمت کی جائے۔ کم ہے۔ یہ طریق امن شکن اور لوگوں میں منافرت پھیلانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مسلمان اور ہندو و سکھ اگر باہمی سمجھوتہ سے اس معاملہ کو طے کر سکتے تھے۔ تو کمشنر تک جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور اب وُہ ایک دوسرے کو کیا سمجھا سکتے تھے۔ غرض کمشنر صاحب نے آداب و اخلاق عدالت کے خلاف یہ طریق ایجاد کیا۔ کہ کمشنر صاحب کو نہیں۔ بلکہ پبلک کو خطاب کیا جائے۔ ہم نے اس پر پروٹسٹ کیا اور کہا۔ کہ یہاں ہم پبلک کو تعلیم دینے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ آپ کے سامنے مسلمانوں کے جائز حقوق پر جو حملہ کیا گیا ہے۔ اس کی مدافعت اور اس کی حقیقت بیان کرنے کو آئے ہیں۔ اس پر کمشنر صاحب نے کہا۔ کہ ہم تو پہلے ہی تعلیم یافتہ ہیں ان لوگوں کو سمجھایئے ؎

یہ کیسی افسوسناک کارروائی ہے۔ ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ یہ انگریزی انصاف اور عدالت ایٹی کیٹ کا جنازہ تھا۔ جو کمشنر صاحب کے سامنے نکل رہا تھا ؎

کمشنر صاحب نے آخر اس تماشے کو ختم کر دیا۔ اور وہ ہزار ہا مسلمان جو جمع تھے۔ مایوس ہو گئے۔ کمشنر صاحب کے اس طریق عمل نے مسلمانوں کو مالی طور پر بھی نقصان پہنچایا۔ کم از کم تین ہزار مسلمان وہاں جمع ہوئے اگر ہر شخص کا بحساب اوسط ایک روپیہ بھی خرچ ہو۔ تو تین ہزار کی دھول ایک غریب قوم کو ہے۔ انھوں نے اپنے قانونی حقوق کی حفاظت کے لئے قابل قانونی مشیروں کو لاہور اور گورداسپور سے بہت تھوڑے نوٹس پر بلایا۔ مگر انہیں مذبح کے متعلق قانونی پہلو پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ وہ ہندوؤں کے وکلاء کو گورداسپور کے مقام پر اچھی طرح سے سن چکے تھے۔ اور انصاف کا تقاضا تھا کہ مسلمان وکلاء کو بھی موقعہ دیتے مگر انہوں نے نہ دیا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اس حیثیت سے دو منٹ دئے۔ کہ قادیان میں ان کی زمین ہے وہ ایک قانونی مشیر کی حیثیت سے جو کچھ کہنا چاہتے تھے۔ اس سے انہیں پہلے ہی روک دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ قانونی بحث دو منٹ کی تقریر میں نہیں کر سکتے تھے۔ غرض کمشنر صاحب نے اس موقعہ پر جو نہیں اپنے پہلے رویہ کی تلافی کیلئے گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے ملا تھا کوئی بہتر نمونہ نہیں دکھایا۔ بلکہ ان کی طبیعت میں ضد اور چڑ پائی جاتی تھی۔ اس موقعہ پر کمشنر صاحب نے ہم کو نہیں کہا۔ کہ وہ موقعہ مذبح کا معائنہ کریں گے۔ لیکن شام کو یکایک معلوم ہوا۔ کہ کمشنر صاحب معائنہ موقعہ کیلئے آ رہے ہیں۔ احمدی جماعت کے نمائندوں کی ایک جماعت باوجودیکہ وہ موسم کی حدت و تمازت اور کمشنر صاحب کی بے رُخی اور ضد کی ذہنی تکلیف برداشت کرکے آئی تھی موقعہ پر پہونچی۔ مگر کمشنر صاحب مذبح کا معائنہ سٹیشن پر کر رہے تھے۔ اور وُہ جماعت مذبح پر ایک گھنٹہ تک برابر کمشنر صاحب کا انتظار کرتی رہی۔ کمشنر صاحب نے سٹیشن پر ہی اپنے معلومات میں اضافہ کر لیا۔ اور شام کی تاریکی میں سٹیشن ہی پر سے صلاح پور کو دیکھ لیا اور کھارہ اور بھینگوال۔ ٹھیکریوالہ کو دیکھ لیا۔ اور قادیان کی جدید آبادی کو موٹر ہی میں دیکھتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ کہ کاہلواں تشریف لے جانے کا خیال ظاہر کیا تھا۔ معلوم نہیں کہ وہاں پہونچے یا نہیں۔ قابل غور یہ امر ہے۔ کہ انھیں چاہئے تو یہ تھا۔ کہ وہ مذبح کے موقعہ کو جا کر دیکھتے۔ اور وہاں پہونچ کر انھیں اپنی آج کی کاروائی کی حقیقت کھل جاتی۔ جبکہ وُہ منصور کے۔ رام پور۔ ناتھ پور۔ رجادہ۔ ڈلہ کے لوگوں کے بیانات لے رہے تھے۔ جن کے کھیتوں سے مذبح تین چار میل سے کم نہیں۔ اور جہاں چیل جا کر اپنی بیٹ گرائیگی۔ اور ان کے مویشی کھا کر مریں گے۔ ہنسی آتی ہے۔ اس غیر معقول طریق استدلال پر اس ہنسی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے جب کمشنر صاحب جیسا واقف کار اور پُرانا افسر اس کو دلیل قرار دیتا ہے۔ اگر ہماری قسمت کی باگ ڈور ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہو۔ تو اس کے بد قسمت ہونے میں کیا شُبہ ہے ؎

اس طرح پر کمشنر صاحب نے اپنا ۲۰ ستمبر کا دلپسند شغل ختم کیا۔ ہم نے واقعات کو اصلی حالت میں پیش کر دیا ہے۔ اور ان سے جس نتیجہ پر ہم پہونچے ہیں۔ وہ بیان کر دیا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ فیصلہ کیا ہوگا۔ کمشنر صاحب نے مسلمانوں کو بلا کر ان کے احساسات اور جذبات کی سخت توہین کی ہے۔ انصاف اور عدالت کے ایٹی کیٹ کی ہرگز پرواہ نہیں کی۔ ناجائز دباؤ اور رُعب سے شرفاء اسلام کی تحقیر کی ہے۔ حکومت کے کسی فرد کو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ یہ تو حق ہے۔ کہ وہ قانون کے متعلق اپنے اختیار تمیزی کی بنا پر کسی ایک یا دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دے۔ مگر قانون اور انصاف نے یہ حق کسی شخص کو وہ کمشنر نہیں۔ گورنر یا وائسرائے بھی کیوں نہ ہو۔ نہیں دیا۔ کہ وُہ کسی انسان کی تذلیل کرے۔ چہ جائیکہ ان لوگوں سے جو اپنی قوم کے مُسلّم نمائندے ہوں۔ ایسا غیر ہمدردانہ رویہ اختیار کرے۔ ہم نے اس بداخلاقی کا جواب بداخلاقی سے نہیں دیا۔ ہم پروٹسٹ کرنا جانتے ہیں۔ ہم ان حالات سے ناواقف نہیں۔ جو پیش آ رہے ہیں۔ اگر حکومت پنجاب ایسے افسران کے افعال پر نوٹس نہ لے گی۔ اور آئندہ انسانیت اور شرافت کی اس قسم کی ہتک کرنے پر باز پُرس نہیں کرے گی۔ تو یقیناً وہ بہت بُری فضا پیدا کرنے میں آپ حصہ لے گی۔ انسان اپنے حقوق کے اتلاف پر صبر کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ اتلاف قانوناً جائز کر لیا گیا ہو۔ لیکن اپنی تحقیر اور اپنے صحیح جذبات کی توہین اور اپنی ملّی حیات کے ساتھ تلعب پسند نہیں کر سکتا۔ اور وہ ہر قربانی اور قیمت پر اس کے تحفظ کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے ؎

جہاں کمشنر صاحب کے اس رویہ سے ہم کو دکھ پہونچا۔ وہاں ایک بات سے خوشی بھی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ قادیان کے مذبح نے اتحاد اسلامی کی رُوح پروبا سوار میں حرکت پیدا کر دی ہے مسلمانوں میں اُخوت اسلامی کی ایک شان پیدا ہو گئی ہے۔ اور وُہ ایک جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے تمام اختلافات اندرونی کو ایک طرف رکھ کر حیات ملّی کے مذبح پر قربان ہونے کو آمادہ ہیں۔ اور حمیت اور قربانی سے وُہ شعائر اسلام اور امور مشترکہ اسلامیہ میں ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر تحفظ کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھیں گے۔ اور یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جو اس مذبح کے انہدام سے پیدا ہو رہی ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔ اگر یہ ملّی مصیبت مسلمانوں کو اپنے اختلافات مٹا کر حرمت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے ایک کر دے۔ تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ ہم ان تمام برادران اسلام کے جو موسم کی تمازت اور حدت کے باوجود اس موقعہ پر جمع ہوئے ہیں۔ شکر گذار ہیں۔ اس علم اور شعور کے باوجود کہ وُہ کسی شکریہ کے متمنی نہیں۔ مگر ہم اسے بھی اپنا اخلاقی فرض یقین کرتے ہیں۔ آخر میں برادران ملت سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس اتبلا سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی قوتوں کو حیات ملّی کے لئے ایک مرکز پر جمع کر دیں۔ عرفانی۔

بقیہ مضمون از صفحہ ۴

ظالم کو مظلوم سمجھا جائے۔ اور مظلوم کو ظالم؟ کیا اس کی یہ وجہ نہیں کہ حکومت کے ارباب بست و کشاد ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہنگامہ اور فساد کا بازار گرم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی کھلی ہوئی بے انصافی کی علت العلل یہی مصلحت ہے؟ کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوگا۔ کہ کل کلاں کو مسلمان بھی جھٹکے کی کسی دکان کو مسمار کر دیں گے۔ یا کسی علاقہ میں جہاں ان کی آبادی زیادہ ہو سکھوں کے کسی گوردوارہ کے وجود پر معترض ہونگے۔ اور اس طرح دونوں قوموں کے مابین مستقل نزاع و پیکار کی بنیاد پڑ جائے گی؟ حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مسلمانوں کے صبر و سکون کا امتحان کافی سے زیادہ کر چکی ہے مسلمان ایک زندہ قوم ہے۔ اور دُنیا جانتی ہے کہ جب ان کے شکیب کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اور وُہ متحد ہو کر اٹھتے ہیں۔ تو سیل رواں کی بے پناہ موجیں بھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ حکومت مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب کر رہی ہے ؎ (زمیندار ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

"الفضل":۔ "زمیندار" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اسلام کے ننگ و ناموس اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اسے اپنے لئے سعادت دارین سمجھتے ہیں ؎

مذبح قادیان اور ایک سکھ وکیل

پچھلے دنوں "ٹریبیون" میں قادیان کے مسلمانوں کے ایک جلسے کی روداد شائع ہوئی تھی جس میں مذبح کے انہدام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔ "ہندو ہیرلڈ" مورخہ ۲۵ راگست میں ایک سکھ وکیل صاحب کی طرف سے ایک تردیدی اطلاع شائع ہوئی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ جلسہ مذکور میں صرف ایکسو حاضرین تھے۔ جن میں سے اکثر احمدی تھے۔ غیر احمدیوں نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ قادیان کے گرد مسلمانوں کے دیہات صرف تین ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں ؎

ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ سکھ وکیل صاحب کی یہ تردید قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس جلسے میں احمدیوں کے علاوہ بے شمار دیگر مسلمان بھی شریک ہوئے۔ اور مذبح کے مسئلہ پر انہوں نے اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیا۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ قادیان کے آس پاس مسلمانوں کے صرف تین گاؤں ہیں۔ سردار صاحب غالباً خود بھی اس جلسہ میں تشریف نہیں لے گئے۔ اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے اندھا دھند اپنی قوم کی حمایت کا پروپیگنڈا کئے جاتے ہیں۔ (انقلاب ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء)

مذبح قادیان کے متعلق مسلمانان گجرات کا جلسہ

گجرات کی جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانان حاضرین جلسہ نے جو بتاریخ یکم ستمبر ۳۵ء بمقام گجرات ہوا قادیان ضلع گورداسپور کے بوچڑخانہ کے گرائے جانے کے متعلق جو سکھوں نے وحشت میں آکر اور مسلمانوں کی کثیر آبادی کے جائز مذہبی حق کا خیال نہ کرتے ہوئے گرایا حسب ذیل ریزولیوشن پاس کئے۔

(۱) گجرات کی جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمان حاضرین جلسہ صاحب کمشنر لاہور کے اس رویہ پر کہ انہوں نے مقام گورداسپور مسلمانوں کو مذبح گائے قادیان کے انہدام کی نسبت اپنی معروضات پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا۔ اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے جائز مذہبی حق کی حفاظت کا خیال کرتے ہوئے منہدم شدہ مذبح قادیان کے از سر نو تعمیر کئے جانے کا بندوبست کرے۔ اور مفسدین کو جنہوں نے روز روشن میں پولیس کے سامنے قانون کو ہاتھ میں لے کر سمال ٹاؤن کمیٹی کے تعمیر کردہ مذبح کو بلا کسی استحقاق کے گرایا۔ قرار واقعی سزا دے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی ایک نقل گورنمنٹ پنجاب اور ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھیجی جائے۔ اور نیز اخبارات میں شائع کی جائے۔

(نامہ نگار)

مذبح قادیان کے انہدام کے متعلق

ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر کی اہم قرارداد

ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر کا ایک اجلاس ۲۹ راگست ۳۵ء کو سفید منزل میں میاں حفیظ اللہ میونسپل کمشنر کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں اور اہم قراردادوں کے علاوہ یہ قرارداد بھی پاس کی گئی کہ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر قادیان کے مذبح کے انہدام کو مسلمان قوم کے جائز حقوق اور حسیات کی صریح توہین خیال کرتی ہے اور ملکی مفاد کے پیش نظر قرار دیتی ہے کہ کسی قوم کو دوسری اقوام کے جائز اور مذہبی حقوق سے تعرض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ لہذا یہ جلسہ نہایت شدت سے لیکن ادب کے ساتھ مقامی حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کا تحفظ کیا جائے۔

باشندگان قادیان کا جلسہ

چند اہم قراردادیں

یکم ستمبر رات کے ۹ بجے باشندگان قادیان کے نمایندے مسجد شیخاں میں جمع ہوئے اور اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

(۱) مہردین آتشباز جو بیرونی مقامات میں اپنے تئیں انجمن اہلسنت والجماعت قادیان کا سکرٹری ظاہر کرتا ہے۔ اور اس نام کی آڑ میں مضر اور خلاف اسلام پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ اسے انجمن کے سکرٹری شپ کے عہدے سے عرصہ دو سال کا ہوا۔ برطرف کر دیا گیا ہے وہ نہ تو اس انجمن کا نمایندہ ہے نہ عہدہ دار۔

(۲) انجمن یہ دیکھ کر افسوس کرتی ہے کہ سکھ قوم کا ایک رکن قادیان میں باہر سے جھٹکے کا گوشت لاتا ہے اور اسے عام بازاروں۔ گذرگاہوں اور گلیوں میں پکار پکار کر فروخت کرتا ہے۔ اس کی اس حرکت سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف اشتعال کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے سکھ بھائی اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی بجائے اسکی امداد و اعانت کر رہے ہیں۔ اور اگر آج پولیس اور بارسوخ مسلمان مداخلت نہ کرتے تو یقیناً خوفناک فساد ہو جاتا۔

ڈاکٹر گوربخش سنگھ نے اس موقعہ پر جن خیالات کا اظہار کیا ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ فساد کا ہے۔

(۳) قرارداد نمبر ۲ کی نقل ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو بھیجی جائے اور ان سے استدعا کی جائے کہ وہ اس معاملے میں مناسب [illegible]

مذبح قادیان اور اخبار "زمیندار"

قادیان کے مذبح کا معاملہ بے حد پیچیدگی اختیار کر رہا ہے۔ اور حکام نے اس کی نسبت جو طریق عمل اختیار کر رکھا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمانوں اور سکھوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکے۔ مصالحت کے دروازے مسدود ہو جائیں۔ اور صلح و آشتی کا امکان نہ رہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ اس معاملہ میں مسلمان اول سے امن پسند رہے ہیں سکھوں نے مذبح منہدم کر دیا۔ ملک کے مروجہ قانون کی علانیہ خلاف ورزی کی۔ اور حکومت اپنی ان قہرمانی طاقتوں کے باوجود جو مسلمانوں کے مقابلہ میں پورے اشتداد سے بر سر کار آجایا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں کوئی مؤثر کارروائی نہیں کر سکی۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا۔ کہ اسی کے حکم سے قائم کیا ہوا جو مذبح روز روشن میں اس کے دیکھتے دیکھتے منہدم کر دیا گیا تھا۔ اسے اسی طرح پھر بحال کر دیتی۔ اور اگر پھر اسے اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکی دیجاتی۔ تو دھمکی دینے والوں کو بتا دیا جاتا۔ کہ جس طرح ابھی تک حکومت خود مر نہیں گئی ہے۔ اسی طرح اس کا وہ قانون بھی ہنوز زندہ ہے جو پولیس کے ہاتھوں میں آکر مسلمانوں کی پیٹھ سے بھی اپنی زندگی کا سرٹیفکیٹ لے لیا کرتا ہے۔ لیکن ہوا یہ کہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے قادیان کے تمام بوچڑوں کے لائسنس منسوخ کر دئے۔ اور مسلمانوں کو بتا دیا کہ ان کی امن پسندی کا صلہ سرکار عظمت مداریوں دیا کرتی ہے۔ کاش قادیانیوں کو خدا نے یہ توفیق دی ہوتی۔ کہ وہ بھی سونٹے ڈنڈے سے لیس ہو کر مذبح کے گرد اگر دو فوٹ کا ایک حصار کھینچ دیتے۔ اس وقت یقیناً ڈپٹی کمشنر صاحب ان کے حقوق کا احترام فرماتے۔ لیکن حکومت اپنے "نامرد حلیفوں" سے اعتنا کرے۔ تو کیوں؟

ڈپٹی کمشنر اگر کریلے تھے۔ تو کمشنر صاحب نیم بن گئے۔ جس پر چڑھ کر اس کریلے کی کڑواہٹ اور زیادہ ہو گئی۔ مسلمانوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں فریادی ہو کر پہونچا۔ تو آپ نے اپنے فرنگیانہ غرور کا سر چوتھے آسمان پر پہونچا کر جہاں خداوند خدا جلوہ فرما ہیں۔ اس وفد کے ساتھ ملنے تک سے انکار کر دیا۔ کیا اب بھی قادیانیوں کو کہ وہی نواح قادیان کے اسلام کے علم بردار خصوصی ہیں۔ ہوش نہ آئے گا۔ اور وہ اپنی روایات وفا کی یوں بے قدری ہوتے دیکھ کر ایک پھریری نہ لینگے اور کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بلکہ ساری حکومت پنجاب کو یہ الٹی میٹم نہ دینگے کہ اگر اس نے ان کے حقوق کے ساتھ یہی بے اعتنائی کی۔ تو وہ اس پنجاب میں اسی طرح اس کا ناطقہ بند کر دینگے جس طرح ہندوؤں اور سکھوں نے کر رکھا ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو یقیناً دوسرے مسلمان بھی بخوشی ان کا ساتھ دینے کو آمادہ ہونگے۔

مذبح قادیان کے انہدام کے سلسلہ میں مسلمانوں کے ساتھ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کے حقارت آمیز سلوک کو دیکھ دیکھ کر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے ان دونوں مقتدر اعضاء کے اس عجیب و غریب طرز عمل کی وجہ کیا ہے۔ کیا اس سرزمین میں مسلمانوں پر عدل و انصاف کی تمام راہیں بند ہو چکی ہیں۔ کہ یہ کائنات کا عجیب ترین واقعہ نہیں۔ کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق چند اعتراضات کے جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۳۰ اگست ۱۹۲۹ء کے پرچہ اہلحدیث میں "تمام روئے زمین کے مرزائیوں کو چیلنج" کے تہلکہ آمیز عنوان سے چند سوالات ایک مستور الحال نامہ نگار کی طرف سے شائع کئے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں دیا جاتا ہے :۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوئے نبوت

سوال۔ کیا مرزا صاحب نبی تھے؟ کیا نبی آیندہ کے لئے جو پیشگوئی کرے۔ اس کا پورا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب۔ ہاں بیشک حضرت مرزا صاحب نبی تھے۔ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور چونکہ آنیوالے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا ہے (ملاحظہ ہو صحیح مسلم) اس لئے آپ امتی اور غیر تشریعی نبی تھے۔ آپ کے نبی اللہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے نبی اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ ۱۲۹۷ھ کے قریب کیا۔ جیسا کہ آپ ازالہ اوہام ص ۵۳۳ میں فرماتے ہیں "کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی" ملاحظہ ہو مرقع قادیانی بابت ماہ نومبر ۱۹۰۷ء ص ۲۴ یہ براہین احمدیہ آپ کی سب سے پہلی کتاب ہے جو ۱۲۹۷ ہجری میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ کا دعویٰ نبوت موجود ہے۔ آپ کا وصال ۱۳۲۶ ہجری میں ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ قریباً ۳۰ سال تک اپنے دعویٰ نبوت پر قائم رہے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں :۔

مرزا صاحب آخر تک اپنے دعویٰ پر قائم رہے اور اپنے دعاوی کا لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ (مرقع قادیانی بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۷)

پس ثابت ہوا کہ آپ اپنے دعاوی میں صادق تھے۔ کیونکہ اتنی لمبی عمر کاذب کو کبھی نہیں ملتی۔ چنانچہ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح عقائد نسفی کے ص ۲۰ میں لکھا ہے اِنّ العقل یجزم بامتناع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع اللہ تعالیٰ ھذہ الکمالات فی حق من یعلم انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثا وعشرین سنۃ الخ یعنی عقل اس بات کو ممتنع ٹھیراتی ہے کہ غیر نبی میں یہ باتیں موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جو اس پر جھوٹ باندھتا ہے ۲۳ سال تک مہلت دے اسی طرح علامہ عبدالعزیز صاحب نبراس کے ص ۴۴۴ پر لکھتے ہیں بالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودۃ الخ کہ نبوت کا جھوٹا دعویدار زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھیرتا۔ جلدی قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس معیار کو مولوی ثناء اللہ صاحب بھی بصدق دل مانتے ہیں چنانچہ انہوں نے عیسائیوں کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اپنی تفسیر ثنائی کے مقدمہ ص ۱۶ میں بڑے زور سے پیش کیا ہے اور لکھا ہے اگر معاذ اللہ آنحضرت صلعم اپنے دعویٰ نبوۃ میں غیر صادق تھے تو کیوں نہ قتل کئے گئے؟ اسکے بعد لکھتے ہیں :۔

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین الہٰی ہیں۔ یہ بھی ہے۔ کہ کاذب مدعی کی ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے" ص ۱۶

پس اس معیار کی رُو سے حضرت مرزا صاحب اپنے دعوئے نبوۃ میں صادق ٹھیرے۔

پیشگوئیوں کا پورا ہونا

باقی رہا پیشگوئی کا پورا ہونا۔ سو واضح رہے ہر پیشگوئی کا ظاہر الفاظ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ عندنا جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو (تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۶۰۹ مطبوعہ مصر) کہ میرے نزدیک انذاری اور وعیدی پیشگوئیاں عدم عفو کی شرط کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔ اس لئے ظاہر الفاظ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ صاحب الہام اپنے الہام اور وحی کے ایک معنی سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک اس کے کچھ اور معنی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری کتاب الزکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ ازواج مطہرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ پہلے ہم میں سے کون فوت ہوگی آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ تم میں سے لمبے ہونگے۔ حضور کے روبرو انہوں نے ہاتھ ناپے تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے نکلے لیکن حضرت زینبؓ سب بی بیوں سے پہلے فوت ہوئیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد سخاوت تھی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر پیشگوئی کا ظاہری لفظوں میں جیسا کہ سمجھا جاتا ہے پورا ہونا ضروری نہیں۔

حضرت مسیح موعود اور حج بیت اللہ

سوال۔ کیا مرزا صاحب نے حج بیت اللہ شریف سے اپنے مریدوں کو روکنے کی وصیت کی یا نہیں؟

جواب۔ حضرت مرزا صاحب نے حج بیت اللہ شریف سے اپنے مریدوں کو کبھی نہیں روکا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ ثانی نے بیت اللہ شریف کا حج کیا ہے۔ مدینہ شریف کی زیارت سے بھی مشرف اندوز ہوئے ہیں۔ آپ حاجی الحرمین الشریفین ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پر تعجب ہے انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ حضرت مرزا صاحب نے کسی کتاب میں اس قسم کی وصیت نہیں کی محض احمدی جماعت کے مقدس بانی کے خلاف خواہ مخواہ بدگمانی پھیلانے کی غرض سے ایک جھوٹ بات شائع کر دی۔ جو ان کے عناد و تعصب کی کھلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف کرنے سے نہ روکے۔ ہمیشہ انصاف سے کام لو۔ کہ وہ تقوےٰ کے قریب پہنچانے والا ہے (اہلحدیث ۳۰ اگست ۱۹۲۹ء) معلوم نہیں کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس کی باطل شکن وعید کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب نے خاموشی کیوں اختیار کی۔

سوال۔ کیا جو حج بیت اللہ شریف سے روکے وہ نبی یا مجدد ہو سکتا ہے؟

جواب۔ اگر راستہ میں امن و امان نہ ہو۔ جان و مال کا خطرہ ہو۔ تو حج کے لئے جانا ضروری نہیں۔ حج کے شرائط میں راستہ کا امن بھی داخل ہے۔

سوال۔ کیا مرزا صاحب نے حج بیت اللہ شریف کیا یا نہیں۔

جواب۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب پر حج فرض نہیں تھا۔ اس لئے نہیں کیا۔ حج کی فرضیت کے لئے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ راستے میں امن ہو۔ جان و مال کا خطرہ نہ ہو۔ صحت اچھی ہو۔ چنانچہ آتا ہے۔ من استطاع الیہ سبیلا۔ کہ جو راستہ کی طاقت رکھے وہ حج کو جائے چنانچہ مولوی محمد رفیع صاحب مکہ معظمہ سے اخبار انقلاب کے حج نمبر میں لکھتے ہیں :۔

فرضیت حج کے شرائط یہ ہیں (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغت (۴) امن راہ (۵) استطاعت زاد راہ و سواری (۶) صحت ضروری و عادی (۷) عورتوں کیلئے زوج یا محرم" مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء

حدیث دارمی میں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا رواہ الدارمی کہ جس پر حج فرض ہے اور اس نے نہیں کیا تو اُسے اختیار ہے کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ مگر وہ شخص جسکو حاجت ظاہر نے روک لیا یا ظالم حاکم نے یا کسی سخت بیماری نے۔

اس حدیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا۔ کیونکہ آپکی صحت درست نہ تھی ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا۔ کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے حضرت مرزا صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتاویٰ منگائے تھے۔ اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی۔ وہاں جانے پر آپ کو جان کا خطرہ تھا۔ لہذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ الخ کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں مت پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا۔ یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ جب آپ پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں تھی تو دیتے کہاں سے۔

بیماروں کا اچھا ہونا

سوال۔ حضرت عیسیٰ السلام کے پاس جب کوئی بیمار جاتا تھا تو آپ اسکے حق میں دعا کرتے۔ اسکی بیماری دور ہو جاتی تھی۔ اور مرزا اپنی بیماری کا اپنی زبان سے اقراری۔ پھر مثیل مسیح کیسے ہوا؟

جواب۔ اگر حضرت مسیحؑ سے ایسے صاف اور صریح معجزے ظاہر ہوتے۔ تو کون ایسا شخص تھا جو آپ پر ایمان نہ لاتا۔ سب آپ کی حلقہ بگوشی میں داخل ہو جاتے۔ اور کوئی مخالف نہ رہتا۔ لیکن انجیل سے ثابت ہے۔ آپ پر آپکی تمام زندگی میں کل تیرہ آدمی ایمان لائے۔ ان میں سے بھی بعد میں کئی مرتد ہو گئے۔ لہذا یہ غلط ہے کہ جو بیمار آتا آپ اس کو اچھا کر دیتے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ روحانی بیماروں کو اچھا کرتے تھے سو یہ حضرت مرزا صاحب بھی کرتے تھے۔ آپ نے بھی سینکڑوں ہزاروں بیماروں کو اچھا کیا۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ "مرزا اپنی بیماری کا اپنی زبان سے اقراری ہے۔ پھر مثیل کیسے ہوا؟" - - - - - - - - -

آخری نبی

سوال:- کیا جو شخص حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو آخری نبی سمجھے۔ وُہ مسلمان ہے۔ یا نہیں؟

جواب:- آپ ہی بتائیں۔ کہ آخر زمانے میں جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ تو جو مسلمان باوجود سارے نبیوں کے ماننے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی سمجھنے کے اُن کی تکذیب و تکفیر کرے گا۔ وُہ کون ہوگا؟ ماجوابکم فھو جوابنا ۔

نبی کا دفن ہونا

سوال:- نبی جہاں فوت ہو۔ وہاں دفنانے کا حکم ہے۔ لہذا مرزا صاحب نبی نہیں۔ کیونکہ لاہور سے لاکر قادیان میں دفنائے گئے ۔

جواب:- حکم“ کی بھی ایک ہی کہی۔ کسی حدیث میں یہ حکم ہو۔ تو ثبوت دو۔ ورنہ غلط بیانی سے توبہ کرو۔ ہاں وُہ حدیث جس میں لکھا ہے۔ نبی جہاں فوت ہو۔ وہیں دفن ہوتا ہے۔ وُہ آنحضرت صلعم سے خاص ہے۔ دوسرے ضعیف ہے۔ ایک راوی اس کا حسن بن عبد اللہ ہے جس کے متعلق امام بخاری نے کہا ہے انہ کان یتھم یا لزندقۃ کہ اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔ حاشیہ علامہ سندھی بر ابن ماجہ صفحہ ۲۵۶۔ پس یہ حدیث قابل اعتبار نہیں۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہوگی۔ جیسا کہ قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے:-

”اہل سنت کی معتبر کتب (بحر الرائق یا فتح القدیر وغیرہ) میں لکھا ہے۔ کہ حضرت یعقوب اور یوسف علیہم السّلام کو دوسری جگہ سے جا کر دفنایا گیا ۔

محمدی بیگم کی پیشگوئی

سوال:- کیا مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کی یا نہیں؟ اگر کی تو نکاح ہوا یا نہیں؟ ۔

جواب:- حضرت مرزا صاحب کی اصل غرض اس پیشگوئی سے نکاح نہ تھا۔ بلکہ اُس خاندان کی اصلاح مقصود تھی۔ سو خدا کے فضل سے یہ مقصد پورا ہو گیا۔ کیونکہ محمدی بیگم کے عزیز و اقارب اکثر احمدی ہو گئے۔ لہذا پیشگوئی بھی اپنے اصل معنوں کے مطابق پوری ہو گئی ۔

جس طرح آریہ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں سوائے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے اور کوئی بات ایسی نہیں۔ جسے وُہ تقریروں اور تحریروں میں بیان کریں۔ باوجودیکہ حضرت سید المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے سینکڑوں۔ ہزاروں روشن دلائل اور نشانات و علامات موجود ہیں۔ مگر دشمنانِ صداقت اُن تمام براہین سے آنکھیں بند کرکے بار بار اسی کو پیش کرتے ہیں۔ اور اس کی بنا پر طرح طرح کے بے ہودہ اعتراضات کرکے عوام کالانعام کو خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ تیرہ سو سال سے ان کو مسکت جوابات دئے جا رہے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح اس زمانہ کے دشمنانِ حق بھی محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق وہی بے سُرا راگ الاپے جا رہے ہیں۔ کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی غلط نکلی۔ حالانکہ ان کو بار ہا جواب دیا گیا۔ کہ پیشگوئی کے الفاظ میں اصل مقصود نکاح نہ تھا۔ بلکہ اس سے صرف محمدی بیگم کے رشتہ داروں کی اصلاح مدنظر تھی۔ پس جب انہوں نے اپنی بداعمالیوں سے توبہ کر لی۔ اور تمسخر و استہزا سے باز آ گئے۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ ہاں اگر وُہ لوگ خدا کی طرف رجوع نہ کرتے اور پیشگوئی کے ایک حصہ کے پورا ہونے کے بعد نہ ڈر جاتے۔ اور بدستور سرکشی میں مبتلا رہتے۔ اور پھر نکاح نہ ہوتا۔ تب مخالفین کا حق تھا۔ کہ اعتراض کرتے۔ مگر اب ان کا مُنہ نہیں۔ کہ اعتراض کریں۔ جبکہ پیشگوئی اپنے ہر دو شقوق کے ساتھ پُوری ہو گئی۔ ایک شق تو اسی وقت پوری ہو گئی جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق مقررہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور دُوسری شق ان کے ڈر اور توبہ کرنے سے پوری ہو گئی۔ یعنی نکاح جس کو وُہ اپنے لئے ایک عار اور عذاب سمجھتے تھے۔ ٹل گیا۔ لہٰذا دوسری شق بھی پیشگوئی کی فسخ نکاح سے پوری ہو گئی۔ خود پیشگوئی کے الفاظ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ شاہد ہیں۔ کہ توبہ کرنے سے بلائیں ٹل جائیں گی۔

معترضین حضرت یونس نبی کا واقعہ یاد کریں جس میں بتلایا گیا تھا۔ کہ چالیس دن تک قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہُوا۔ اسی لئے حضرت یونس کو کہنا پڑا الا ارجع الیھم کذابا (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۸۶۔) یہی قول حضرت یونس کا نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد ۵۔ صفحہ ۱۰۷ پر اس طرح درج کیا ہے

”انھوں نے کہا۔ میں پھر پاس اُس قوم کے نہ جاؤں گا۔ جن سے میں نے جھوٹ کہا“

باوجودیکہ حضرت یونس کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اور وہ اپنی اس پیشگوئی کو قطعی اور اٹل سمجھتے تھے۔ جبھی تو انہوں نے عذاب نازل نہ ہونے پر کہا۔ ”اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا“ (تفسیر ترجمان القرآن جلد ۷ صفحہ ۲۸۲) مگر پھر بھی توبہ و استغفار سے وہ نازل ہونے والا عذاب ان کی قوم سے ٹل گیا۔

لیکن حضرت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی میں صاف شرط موجود تھی۔ جو اسی وقت شایع کر دی گئی تھی کہ توبی توبی فان البلاء علی عقبک جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ توبہ سے یہ سب باتیں (یعنی نکاح جس کو وُہ اپنے لئے عار سمجھتے تھے اور سلطان محمد کی موت) ٹل جائیں گی۔ پس احمد بیگ کی موت سے جو خوف اور ڈر ان پر چھا گیا تھا۔ اُس نے پیشگوئی کے ایک حصہ کو ٹلا دیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر ظاہری طور پر الہام میں شرط نہ بھی ہوتی۔ تب بھی یہ نکاح مشروط بشرائط ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:-

”اگر پرسند سبب چیست۔ کہ در بعضے کشوف کونی کہ از اولیاء اللہ صادر میگردد۔ غلط واقع مے شود۔ و خلاف آں بظہور مے آید۔ در جواب گویم کہ حصول آں مکشوف و مخبر عنہ مشروط بشرائط بودہ است۔ کہ صاحب کشف در آں وقت بہ تفصیل آں شرائط اطلاع نیافتہ و حکم کردہ بحصول آں شئ مطلق“ (مکتوبات جلد اول صفحہ ۲۲۴)

کہ اگر تو پوچھے۔ کہ اولیاء اللہ کے بعض کشوف کیوں غلط واقع ہوتے ہیں اور اس کے خلاف کیوں ظہور میں آتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق پیشگوئی کی۔ کہ وہ ایک ماہ کے بعد مر جائے گا۔ یا سفر سے اپنے وطن کو واپس آ جائے گا۔ اور اتفاق ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک ماہ کے بعد دونوں میں سے کوئی بھی چیز وقوع میں نہیں آتی۔ تو میں جواب میں کہونگا۔ کہ اس مکشوف اور مخبر عنہ کا پورا ہونا مشروط بشرائط تھا۔ جن پر صاحب کشف نے اُس وقت اطلاع نہیں پائی۔ اور اس شئے کے حصول کا مطلقاً حکم لگا دیا۔ کہ ایسا ضرور ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ ان مخفی شرائط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے وقوع میں نہیں آیا ۔

پس یہی حال اس پیشگوئی کا ہے۔ کہ شرط کے ساتھ مشروط تھی کہ اگر ایسا نہ ہُوا۔ تو اُس کے خاوند کے مرنے پر اس سے نکاح ضرور ہوگا۔ اور اگر ایسا ہُوا۔ یعنی اگر انہوں نے توبہ اور استغفار کی۔ تو نکاح نہ ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے پیشگوئی کے ایک حصہ کے پورا ہو جانے کے بعد توبہ اور استغفار کی۔ اس لئے نکاح جس کو وہ عار سمجھتے تھے۔ نہ ہُوا۔ اس کا ثبوت کہ انہوں توبہ کی۔ یہ ہے۔ کہ خود محمدی بیگم کی والدہ۔ اُس کی دونوں بہنیں عنایت بیگم اور سردار بیگم۔ اور دوسرے عزیز رشتہ دار احمدی ہو کر حضرت مرزا صاحب کی غلامی میں داخل ہو گئے پس اگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ تو یہ لوگ جن کے ساتھ اس پیشگوئی کا خاص تعلق تھا۔ احمدی کیوں ہو گئے؟

اس پیشگوئی کا ایک حصہ جو محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کی موت سے متعلق تھا۔ جب پورا ہو گیا۔ اور مرزا احمد بیگ مقررہ میعاد کے اندر فوت ہو گئے۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا:-

”اگرچہ یہ پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔ مگر الہام سے نہیں۔ بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ سے کی گئی تھی“ اشاعۃ السنۃ منقول از اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء جس وقت یہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے کی۔ اُس کے تھوڑے عرصہ کے بعد محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ جو یہ ہے:-

”خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں۔ تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دُور کر دے گا۔ اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھکر برکت دے گا۔ اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ اور اس کا انجام درد۔ تکلیف اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ایسے ہیں۔ جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے اب جس طرح چاہو۔ آزمالو“ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۹۔

اس خط کے الفاظ ”اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا“ بتاتے ہیں۔ کہ نکاح کا ہونا قطعی اور اٹل نہیں۔ ہاں نکاح نہ ہونے کی صورت میں ”دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مُبارک نہ ہوگا۔ اور اس کا انجام درد۔ تکلیف اور موت ہوگی“ یہ اٹل اور قطعی ہے۔ چنانچہ جب ”رشتہ وقوع میں نہ آیا“ تو اس کا انجام ”درد۔ تکلیف اور موت“ ہوا۔ کہ خاندان کا سب سے بڑا آدمی ہلاک ہو گیا جس کی وجہ سے تمام خاندان کو ”درد۔ اور تکلیف“ پہونچی۔ اور ان کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا مبارک نہ ہُوا۔ سہ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے ۔

”الفضل“ کی ایجنسیاں

احباب کرام! یکم ستمبر سے جو ریلوے کی آمد و رفت کے اوقات مقرر ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں قادیان سے دوسری ڈاک شام کے وقت نہیں جایا کرتی۔ کیونکہ شام کے وقت آنے جانے والی گاڑی بند کر دی گئی ہے ۔ اس لئے الفضل کی ایجنسیوں کو ہم ایک روز اول جو اخبارات بھیج دیا کرتے تھے۔ اب انہیں بھیج سکتے۔ نہ بذریعہ ریلوے پارسل اور نہ بذریعہ ڈاک اطلاعاً عرض ہے۔ ریلوے پارسل لینے والے مہربانی فرما کر موجودہ اوقات کے لحاظ

قادیان میں سکھوں اور ہندوؤں کی قانون شکنی کے خلاف

مسلم پریس کا متحدہ احتجاج

مہابیر دل کی بغاوت
حکومت اور مسلمانوں کے لئے خطرہ کا الٹی میٹم

قادیان ضلع گورداسپور میں انہدام مذبح کا واقعہ اگرچہ مقامی ہے لیکن یہ واقعہ جس باغیانہ سنگھٹنی روح کے ماتحت عمل میں آیا وہ ہندوستان میں عالمگیر ہے۔ ہذا اگر مہابیر دل کی فوج یہاں علی الاعلان بغاوت و فتنہ انگیزی پر آمادہ ہوگئی۔ تو وہ دوسرے مقامات پر بھی ایسا کر سکتی ہے اور اگر خدانخواستہ اس جنون نے زیادہ ترقی کی تو حکومت اور مسلمان اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اس باغیانہ دیوانگی کے نتائج کیا ہونگے۔

جس وقت تحریک سنگھٹن کے ساتھ مہابیر دل کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی ہم نے اسی وقت یہ تحریر کیا تھا کہ یہ تحریک خوفناک ہے اور اس کا اصلی مقصد یہ ہے کہ پہلے مہابیر دل مسلمانوں کا مقابلہ کرے اور اسکے بعد پھر حکومت سے متصادم ہو۔ ہم نے بارہا اس حقیقت ثابتہ کا بھی اعادہ کیا کہ مہابیر دل کو مسلمانوں کے برخلاف اس لئے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ سنگھٹنیوں کو طیاری کا موقعہ مل جائے ورنہ اس کا حقیقی نصب العین حکومت ہے۔ جب یہ لوگ مسلمانوں کے بالمقابل قوی ہو جائیں گے تو پھر حکومت کے مقابلہ میں آئیں گے ۔

ہماری یہ پیشگوئی حرف بحرف ثابت ہو رہی ہے اور دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ مہابیر دل کے سورما حکومت کو چیلنج دے رہے ہیں صوبہ متحدہ میں نگر کیرتنوں پر بعض مقامات پر پابندیاں عائد کرنیکے خلاف ستیا گرہ کا اعلان کیا گیا۔ اور قریب تھا کہ یہ طوفان بپا ہو کر صوبہ متحدہ کے امن و امان کو غارت کردے۔ مگر مسٹر ہیلی گورنر صوبہ متحدہ کے مشورہ نے اس کو روک دیا ۔

صوبہ پنجاب کے مشہور قصبہ قادیان میں مہابیر دل نے جس طرح ڈپٹی کمشنر اور ہندو مسلم کمیٹی کے برخلاف ایک مذبح کو زمین کے برابر کر دیا اسکی تفصیل گذشتہ اشاعت میں گذر چکی ہے۔ مہابیر دل کی یہ علانیہ قانون شکنی تھی۔ اور مسلمانوں کے حقوق اور ملک کے امن و آئین کے خلاف علانیہ ڈاکہ زنی تھی۔ اس لئے ہر طرف سے اسکے خلاف لعنت و ملامت کا اظہار ہونا چاہیئے تھا مگر اس واقعہ کی حمایت کر کے ایک اور خوفناک اسپرٹ کا اظہار کیا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ اس قانون شکن مفسدہ پرداز جماعت کے فعل کو حق بجانب ثابت کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ مہابیر دل کے جنرل سکرٹری مسٹر بیتو رام نے جو اعلان شائع کیا ہے وہ صاف صاف اس شریرانہ بغاوت کی حمایت ہے ۔

جنرل سکرٹری نے اعلان مذکور میں تحریر کیا ہے کہ "اگرچہ قادیان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے مگر اس کے پاس ۷۰ گاؤں ایسے آباد ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی شائد ایک فیصدی بھی نہیں ہے"

"گویا اس کے خیال میں یہ وجہ جواز کی ہے کہ قادیان میں مہابیر دل نے جو کچھ کیا وہ صحیح کیا۔ لیکن اس نے یہ غور نہیں کیا کہ مذبح قادیان میں بنایا گیا تھا۔ آس پاس کے دیہات میں نہیں۔ اور اگر آس پاس کے دیہات کی آبادی کا لحاظ کیا جاتا ہے تو کیوں نہ تمام تحصیل کی آبادی کا لحاظ کیا جائے اور پھر کیوں نہ تمام ضلع کی آبادی کو پیش نظر رکھا جائے جس کی رو سے یقیناً مسلمانوں کی اکثریت ہے ۔

مزید برآں اگر یہی اصول تسلیم کر لیا جائے تو کل صوبجات متحدہ میں تمام قصبات و شہروں کے مذابح کو منہدم کیا جائے گا۔ کیونکہ ان قصبات و شہروں کے آس پاس جس قدر دیہات ہیں ان میں یقیناً ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہے پس کیا مہابیر دل کا سلسلہ اپنی فتنہ انگیز فوج کو صوبہ متحدہ کے مسالخ و مذابح پر دھاوا بولنے کا حکم دے گا کہ وہ سنگھٹنی پھریرا اڑاتی ہوئی آئے اور تمام مذابح کو زمین کے برابر کردے۔ اصل یہ ہے کہ مہابیر دل نے ذبیحہ کو ایک مذہبی آڑ بنا لیا ہے۔ ورنہ ان لوگوں کا مقصد درحقیقت امن و قانون کی مخالفت ہے۔ ورنہ اگر انہیں واقعی جیو ہتیا سے صدمہ پہنچتا ہے تو سکھوں کو جھٹکے کی اجازت ملنے پر جو مذبح بنانے سے ایک سال قبل مل چکی تھی کیوں نہیں اعتراض کیا گیا۔ اور اسکے خلاف پھر سنگھٹنی فوج کیوں حرکت میں نہیں آئی؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ سکھ منظم ہیں اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہے؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان خدا کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور سکھ گردن مارتے ہیں؟

اگر یہی سبب ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ مہابیر دل امن و قانون کے ماسوا خدا اور خدا پرستوں کا بھی دشمن ہے۔ لہذا خدا پرستوں کو فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کہ وہ ایسے گروہ کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کریں ۔

قادیان کے مذبح بنانے کا حکم نہ صرف ڈپٹی کمشنر نے دیا تھا بلکہ میونسپلٹی بھی اس کو منظور کر چکی تھی۔ مہابیر دل کا جنرل سکرٹری لکھتا ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر اس سلسلہ میں بھی آگے تھے اور وہ معاملہ کی اہمیت کو بھانپ نہ سکے۔ کیا چند غنڈوں کی شرارت اور فتنہ پردازی کسی معاملہ کی اہمیت کے یہی معنی ہیں۔ تو پھر کیا پنجاب کے مسلمانوں کو اجازت دی جائے گی کہ وہ ہندوؤں کے مندر منہدم کر دیں۔ اور وہ بھی اسی غنڈہ روش پر عمل کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس خطرناک روش کے نتائج کسی ملک و قوم اور امن و آئین کے لئے بہتر نہیں ہو سکتے۔ اور اس لئے ہم مسلمانوں کو یہ مشورہ نہیں دے سکتے۔ کہ وہ ایسا کریں۔ لیکن اگر مہابیر دل کی سنگھٹنی فوج اپنی شرارت سے باز نہ آئی۔ تو ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں عام مسلمانوں میں بھی اس قسم کے جذبات پیدا نہ ہو جائیں ۔

میونسپلٹی پر مہابیر دل کے سورماؤں نے یہ الزام عائد کیا ہے کہ جس جلسہ میں مذبح تعمیر کرانے کی اجازت دی گئی۔ اس میں کوئی ہندو شریک نہ تھا۔ یہ الزام ہندو ممبران پر عائد ہوتا ہے اور اس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ آئینی جنگ یا قانونی احتجاج کی بجائے مہابیر دل کے باغیانہ طرز عمل کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ ورنہ انہیں شریک اجلاس ہو کر اس کی مخالفت کرنی چاہیئے تھی۔ اور اگر مسلم اکثریت سے اسکی منظوری حاصل ہو چکی تھی۔ تو وہ آئینی ذرائع اختیار کرتے بہرحال اس واقعہ کے بعد حکومت کو آنکھیں کھولنی چاہیئیں اور مسلمانوں کو بھی بیدار ہونا چاہیئے۔ اگر اس قسم کی باغیانہ روح کو ابتدا ہی میں نہ کچلا گیا تو اس کے نتائج ملک و قوم اور امن و آئین کے لئے نہایت خطرناک ہونگے ۔

ہم حکومت پنجاب سے یہ کہدینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس معاملہ میں صرف ان ہی لوگوں کو سزا دینی کافی نہ ہوگی جنہوں نے مذبح کو منہدم کیا۔ بلکہ انکو بھی عبرت انگیز سزا دینی چاہیئے جن کے یہ لوگ آلہ کار تھے۔ اور جو اپنے اعمال و اقوال اور اعلانات سے ہندوستان میں ایسی باغیانہ روح کو پرورش کر رہے ہیں ۔ (الامان ۲۸ اگست ۱۹۲۹ء)

قادیان کے ذبح بقر کا قضیہ

قادیان کے مذبح بقر کے بارے میں ہم اپنے خیالات پیش کر چکے ہیں ہماری رائے میں ہندوؤں یا سکھوں کو کسی مذبح بقر کے مسمار کرنے یا مسلمانوں کی گاؤخوری پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ نہ صرف حق نہیں ہے بلکہ مذہب اخلاق اور سیاسیات وطن کا اصول یہی چاہتا ہے کہ ہر شخص کو عبادت اور پابندی مذہب و معاشرت کی آزادی حاصل ہو۔ نہرو رپورٹ جیسے اصولوں کو ہندو فی الجملہ اور سکھ ایک حد تک تسلیم کر چکے ہیں۔ اس مسئلے کے متعلق نہایت صفائی کے ساتھ اپنی تائیدی رائے ظاہر کرتی ہے اور اس نے صراحت کے ساتھ معاشرت مذہب۔ روایات مذہبی رسم و رواج اور زبان و خوراک کے بارے میں شخصی و قومی آزادی کو تسلیم کر لیا ہے سب سے اہم امر یہ ہے کہ سکھوں کی اپنی جماعت ذبح بقر کے بارے میں باہم مختلف الرائے ہے سکھوں کے اس مخصوص طبقہ جہلاء کو چھوڑ کر جو ہندوانہ ذہنیت سے ابھی تک خلاصی حاصل نہیں کر سکا تعلیم یافتہ اور باخبر طبقہ گائے کے احترام کا قائل نہیں ہے۔ چنانچہ معاصر اکالی امرتسر جو سکھوں کا حقیقی ترجمان اور اکالیوں کا دل و دماغ ہے۔ قادیانی مذبح بقر کے بارے میں لکھتا ہے کہ

(۱) اس قسم کے فسادات ہم کب تک برداشت کرتے جائینگے۔ ضرورت ہے کہ اس کے لئے کوئی مکمل قواعد بنائے جائیں۔ زمانہ آزادی کا آ رہا ہے اور ہمارے خیال میں سؤر اور گائے کو کھانے کی اجازت ہونی چاہیئے"

(۲) سکھ دھرم کا کوئی اصول گائے کی عزت اور حفاظت کا نہیں ہے"

(۳) اگر انگریزوں کے گائے کے کھانے پر ہمیں اعتراض نہیں تو مسلمانوں کے گائے کے کھانے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکھوں نے مذبح بقر

پنجاب کے چند ایک معزز ایڈیٹران اخبارات کی راؤں کا خلاصہ

کثیر الاشاعت اخبار زمیندار لاہور

ہم اس بات کو نہائت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ شیخ غلام احمد صاحب محلہ پیر گیلانیاں لاہور کی دوائی جو دماغ کی طاقت کے لیئے اور کمزور کو طاقتور بنانے کے لیئے۔ اور جوانی کو زندہ رکھنے والی دغیرہ وغیرہ۔ جس کا اشتہار زمیندار اخبار میں ۲۴ سال سے لگاتار بارہ مہینے نکلتا رہتا ہے۔ اس لیئے کئی احباب وناظرین نے ہماری وساطت سے دوائی منگا کر استعمال کی اور ہر دوائی منگانے والے نے بعد استعمال اس دوائی کو نایاب تحفہ قرار دیا ہے اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس لیئے ہم اپنے ناظرین سے سفارش کرتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو کسی مرکی شکائیت ہو۔ وہ شیخ صاحب موصوف سے دوائی منگا کر ضرور فائدہ اٹھائیں۔ شیخ صاحب موصوف کو اس علاج کا تجربہ ۲۴ سال ہے۔ ناظم شعبہ اشتہارات زمیندار ۲۲ ۵/۲۷

اخبار گلزار ہند کی رائے

شیخ غلام احمد صاحب محلہ پیر گیلانیاں لاہور نے اس دوائی کو پبلک میں پیش کر کے مریضوں پر احسان کیا ہے۔ یہ اکسیر صفت دوائی طاقت کے لیئے نہائت مفید اور امراض کے دفعیہ کے لیئے جادو کا اثر دکھاتی ہے۔

بہتوں کا بھلا ہوگا اسکے پڑھنے سے

طاقت اور دماغی طاقت کو قائم رکھنے والی دوائی جو کہ ہر صفت میں پُر ہے۔ پرائیویٹ خط وکتابت ہمارے ساتھ ضرور کیجیئے۔ ہم آپ کو صلاح دینگے اور ہر قسم کی دوائی برائے آپ کی ضروریات روانہ کر کے آپ کو خوش کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ضرور آپ کو فائدہ پہونچیگا۔ آزمائش شرط ہے بمفصل مضمون زمیندار میں ملاحظہ فرمایا کریں

اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا۔ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء کو میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ راستہ میں دو ایک جگہ ٹھیرتا ہوا تیرھویں دن نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں پہونچکر سرائے میں اُترا۔ مجھ سے ایک فقیر خضر صورت جو ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے۔ پوچھنے لگے۔ کہ تم اُداس اور تمہاری صُورت مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پُر درد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل سنیاسی فقیر سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بے کم وکاست اپنی ساری سرگذشت کا کچا چٹھہ بیان کر کے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آکر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اس فقیر صاحب کمال نے ازراہ شفقت میرے حال زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کے لیئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا نسخہ مالش کے تیل کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے جنگلی جڑی بوٹیوں۔ اور کئی ادویات بازار سے خرید کر ہر دو جوہر کیمیا کو روبرو اس صاحب کمال کے تیار کر کے استعمال کرنا شروع کیا ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جانکر سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ ساتویں روز ہی میری تمام شکائتیں جو ایک مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ رفع ہونی شروع ہوگئیں۔ مگر حسب ہدائت اپنے محسن کے ۲۱ روز تک برابر پرہیز اور استعمال جاری رکھنا پڑا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ بآسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق۔ بدن مضبوط۔ بینائی طاقتور ہو گئی۔ لاہور واپس آکر بانیت نیک دوا کا کئی ایک مایوس مریضوں پر تجربہ کیا۔ اور ہر قسم کی بیماری کے لیئے اکسیر سے بڑھ کر پایا۔ اب کئی ایک دوراندیش اصحاب کے اصرار اور عام کے فائدے کو مدنظر رکھکر یہ اشتہار بغرض اطلاع رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ کہ اگر

کوئی صاحب کسی شرمناک اور قبیحہ عادات کے شکار ہو کر فطرت انسانی سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اور سینکڑوں روپے علاج معالجہ پر صرف کر کے بھی مایوسی حاصل کر چکے ہوں۔ وہ اس قلیل القیمت سریع الاثر دوائی کو استعمال کر کے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ یہ قیمت صرف لاگت ادویات اور خرچ اشتہارات پر بمشکل اکتفا کرتی ہے۔ اور ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے:۔

قیمت روغن مالش جو صحت کے لئے کافی ہے۔ صرف تین روپے آٹھ آنے۔ قیمت مقوی اعصاب گولیاں فی شیشی۔ جس میں ۷۔یوم کی ۱۴۔ خوراک موجود ہیں۔ دو روپے آٹھ آنے مریضوں کے لیئے یہ گولیاں نہائت مفید ہیں۔ مادر زاد کمزوری کے سوائے خواہ کسی قسم کی ناقوتی کا مرض کیوں نہ ہو۔ تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کا آبلہ یا پھنسی ہرگز نمودار نہ ہوگی اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان گولیوں کا استعمال ہر بوڑھا بچہ بآسانی بغیر لحاظ موسم کے کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کرنے کے بعد تازیست کسی دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ قیمت مکمل بکس دس روپیہ۔ اس دوائی میں سوائے جڑی بوٹیوں کے کوئی جزو خلاف مذہب وایمان نہیں ہے۔ آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی الف لیلہ نما مصنوعی اور جعلی اشتہار شائع کر کے پبلک سے روپیہ کمانے کی توقع ہے۔

اخبار ”ریلوے پنچ لاہور“ کی رائے

ہم خوشی کے ساتھ اپنے ناظرین کو شیخ غلام احمد صاحب محلہ پیر گیلانیاں لاہور کی دوائی قوت والی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور اس کے مفید ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اخبار ”راجپوت گزٹ“ لاہور

مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۶ء لکھتا ہے اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا کے عنوان سے جس کا اشتہار زمیندار اخبار میں ۲۴ سال سے لگاتار بارہ مہینے نکلتا رہتا ہے۔ ہم نے متعدد مرتبہ اس دوائی کو تجربہ کرایا ہے۔ حیرت انگیز فائدہ اٹھایا۔ عجب دوا ہے۔

ہر ایک قسم کی خط وکتابت بنام
شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانی لاہور

18

ہندوستان کی خبریں

کلکتہ ۴ ستمبر - چار افغان سرداروں کے متعلق اطلاع دی گئی تھی۔ کہ وہ برما سے واپس لائے جا رہے ہیں۔ کل رنگون سے کلکتہ پہونچ گئے۔ اور صوبجات متحدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں مختلف مقامات پر رکھا جائے گا۔ سردار عبدالرشید خان کو الٰہ آباد میں۔ سردار افضل خان کو بریلی میں۔ سردار عبدالصمد خان کو شاہ جہان پور میں اور سردار عبدالرؤف خان کو ڈیرہ دون میں۔

کلکتہ ۶ ستمبر - کلکتہ میں زمین دوز ریلوے کی تعمیر کے تجربے ہو رہے ہیں۔

شملہ ۴ ستمبر - آج اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے دروازہ میں عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ عورتیں جھنڈے لئے قانون ازدواج صغر سنی کی حمایت کر رہی تھیں۔ جھنڈیوں پر طرح طرح کے فقرات لکھے ہوئے تھے۔ جونہی کوئی رکن اسمبلی میں داخل ہوتا تھا عورتیں چلا کر کہتی تھیں۔ کہ شاردا بل کی حمایت کرنا۔ افواہ تھی۔ کہ اکثر مسلمان ارکان اس مسودہ قانون کی بحث کو ملتوی کرنے کی سفارش کریں گے۔ اور حکومت بل کی حمایت کرے گی۔

پشاور ۳ ستمبر - خان غلام محمد گل خان بذریعہ برقی پیغام اطلاع دیتے ہیں۔ کہ کل رات شنواریوں کا سرغنہ محمد اکبر بم سے ہلاک ہو گیا۔ افواہ ہے۔ کہ اس کے اپنے خدمتگار نے یہ کام کیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ انقلاب افغانستان کا بانی یہی شخص تھا۔

لاہور ۶ ستمبر - حکومت پنجاب نے کانگرس کی مجلس استقبالیہ کے سکرٹری کو ڈبن پارک میں اجلاس کانگرس کی اجازت دے دی ہے۔ وہاں سے جن درختوں کا کاٹنا ضروری ہوگا۔ وہ کاٹ دیئے جائیں گے۔

پشاور ۳ ستمبر - ہنوز گردیز کے ارد گرد شدید جنگ جاری ہے۔ ابھی تک گردیز پر حبیب اللہ خان قابض ہے۔

جالندھر ۲ ستمبر - چند پراسرار اشخاص نے راہوں ضلع جالندھر کے مندر ڈیرہ پرم ہنس میں یکم ستمبر کو تین بم پھینکے۔ پہلا بم گدی کے مہنت سروپانند کے پہلو میں گرا۔ لیکن پھٹا نہیں۔ دوسرا بم صحن میں جو کیچڑ سے لیٹا ہوا تھا۔ گرا۔ تیسرے بم کے پھٹنے سے مہنت سنگھ جیٹھے کو شدید زخم آئے۔

لدھیانہ ۲ ستمبر - مشہور نامدھاری سکھ رہنما مہاراج گوردیال سنگھ آج دوپہر کے ڈیڑھ بجے فوت ہو گئے۔ آپ قومی تحریکوں میں پیش پیش حصہ لیا کرتے تھے۔ اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے رکن تھے۔

شملہ ۴ ستمبر - مولوی محمد یعقوب صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر سر ڈینسز بے رکن خارجیہ نے بیان کیا۔ کہ فلسطین میں ہنگامہ برپا ہوتے ہی مسلمانوں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے تحفظ جان و مال کی خاطر انسدادی تدابیر اختیار کی گئیں۔ توقع ہے۔ کہ صورت حال بہت جلد اعتدال پر آ جائے گی۔

رنگون - آج شام کو جنرل اجلاس میں رنگون کارپوریشن نے بوچڑ خانہ کے لئے لائسنس دینے کا ریزولیوشن منظور کر دیا ہے۔

رانچی - ۴ ستمبر - بہار کونسل کا موسم خزاں کا سشن آج شروع ہوا۔ عورتوں کے کونسل کے ممبر منتخب ہونے یا نامزد کئے جانے پر پابندیاں دُور کئے جانے کا ریزولیوشن کثرت رائے سے پاس ہو گیا ہے۔

بمبئی ۴ ستمبر - بنیا جاتی کے نوجوانوں کا ایک اجلاس ودھوا بواہ کے حق میں منعقد ہوا۔ جس میں اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ ودھواؤں کا بواہ ہونا چاہئے۔ اس جاتی کے کٹر لوگوں نے جلسہ گاہ کے باہر مظاہرے کئے۔ اور بہت سے اشتہار تقسیم کئے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ ودھوا بواہ ہندو قوم کو تباہ کر دے گا۔ اس سے عورتوں کی پاکیزگی اور عظمت جاتی رہے گی۔

شملہ ۴ ستمبر - گورنر صاحب پنجاب آج بعد دوپہر ملتان کی طرف چلے گئے ہیں۔ آپ سیلاب زدہ علاقہ میں جائیں گے اور پنجاب کے جنوب مغربی حصے میں سیلاب نے جو تباہی کا عالم پیدا کیا ہے۔ آپ تمام حالات خود دیکھیں گے۔

لاہور ۴ ستمبر - مقدمہ سازش لاہور کے چھ ملزموں بھگت سنگھ۔ دت۔ اجے گھوش۔ جیتن سنیال۔ بیجے سنہا اور شو ورما نے بھوک ہڑتال ترک کرنے کے بعد کل سے پھر ہڑتال شروع کر دی ہے۔

لاہور ۵ ستمبر - جتندرا ناتھ داس کے مرنے کی صورت میں اس کی نعش کو کلکتہ لے جانے کے لئے مالی امداد کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کے جواب میں مسٹر سوبھاش چندر بوس صدر بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی نے آج چھ سو روپے بذریعہ پیغام برقی بھیجے ہیں۔

امرتسر ۲ ستمبر - اطلاع آئی ہے۔ آج پہلی مرتبہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا ٹائم ٹیبل پنجابی (گورمکھی) میں شائع ہوا ہے۔

کراچی ۴ ستمبر - آج صبح ایک ہوائی جہاز جس میں مسٹر ڈبلیو کرک پیٹرک سپرنٹنڈنٹ انجنیئر ایسٹرن نارہ سرکل سوار تھے۔ یہاں سے گذرا۔ تاکہ روہڑی اور گھوٹکی کی درمیانی ریلوے پر سے گذرنے والے سیلاب کا معائنہ کرے۔

اسمبلی کے اجلاس (شملہ) میں قانون ازدواج صغر سنی پر بحث ہوئی۔ کئی ارکان بحث کو ملتوی کرنے کے حامی تھے۔ اور بعض بحث جاری رکھنا چاہتے تھے۔ اظہار خیالات کے بعد مزید بحث ۱۹ تاریخ پر ملتوی کر دی گئی۔

شملہ ۵ ستمبر - ایسوسی ایٹڈ پریس کو یقین ہو گیا ہے کہ ہزاروں نے حکومت کابل کے ساتھ مصالحت کر لی ہے۔ برخلاف اس کے کابل کے شمال کے علاقہ ننگاؤ میں بدامنی ترقی پر ہے۔ قندھار کے مشرقی اور مغربی اطراف کے بعض دُرانی قبائل نے بھی ہتھیار اُٹھا لئے ہیں۔ اب حکومت کابل کا اقتدار صرف شہر اور اس کے ملحقہ دیہات میں رہ گیا ہے۔ البتہ قندھار۔ چمن اور قندھار ہرات کی سڑکوں پر اُس کا قبضہ ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲ ستمبر - آج مسلمانان انگلستان کا ایک جلسہ زیر صدارت سر ذوالفقار علی خان منعقد ہوا۔ اور ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں فلسطین کے دردانگیز حوادث پر اظہار رنج و افسوس کرتے ہوئے مقتولین و مجروحین کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اور "دیوار ماتم" کے متعلق یہودیوں نے جو متشددانہ روش اختیار کی جس سے بہت سی خونریزی ہوئی۔ اس پر تشویش اور ہراس ظاہر کیا گیا۔ اس جلسے میں ایک اور قرارداد بھی منظور ہوئی۔ جس میں حکومت برطانیہ کی توجہ اس رنج و ہراس کی جانب جو فلسطین میں عربوں کی بےکسی کی حالت کے باعث تمام عالم اسلام میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس خطرہ کی جانب جو یہودیوں کی حرص و آز کے باعث مسلمانوں کے مقدس مقامات کو لاحق ہے۔ مبذول کی گئی۔

لنڈن ۲ ستمبر - لنڈن کے ہر حصہ سے البرٹ ہال میں یہودی جمع ہوئے۔ ان کا تخمینہ تعداد دس ہزار تھا۔ اس جلسہ کے صدر لارڈ میلچیٹ تھے۔ اور مقصد یہ تھا۔ کہ فلسطین میں یہودیوں کے قتل پر احتجاج کیا جائے۔ لارڈ میلچیٹ نے بیان کیا۔ کہ ہندوستان کے غدر کے بعد ہم یہ برطانوی انتظام کی ایسی ناکامی دیکھ رہے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں۔ انھوں نے بیان کیا۔ کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ موجودہ گورنمنٹ پر نکتہ چینی کروں۔ جس نے صورت حال کی اصلاح کے لئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔ مگر وہ صورت حال جس کو فلسطین میں پیدا ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ وہ ایسی ہے۔ کہ ہر برطانوی گورنمنٹ کے لئے موجب شرم ہے۔

بیت المقدس ۲ ستمبر - سر جان چانسلر ہائی کمشنر فلسطین نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں غیر محفوظ یہودیوں کے بلاتمیز مرد و عورت اور سن و سال قتل کئے جانے کا نہایت سخت الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے۔ کہ میرا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ امن قائم کروں۔ اور ان کو سخت سزائیں دوں۔ جو تشدد کے مجرم ثابت ہوں سر جان نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ان تازہ واقعات کی وجہ سے میں اس گفتگو کو روک دوں گا۔ جو اس وعدہ کے بموجب فلسطین میں آئینی تغیرات کی غرض سے عرب مجلس عاملہ سے شروع کرنے والا تھا۔ اور جس کے لئے میں نے ملک معظم کی گورنمنٹ سے سلسلہ جنبانی شروع کر دی تھی۔ میں حکومت متحدہ سے واپس آ رہا ہوں۔ اور مجھے یہاں آ کر ان مظالم کی اطلاع ہوئی ہے جو ظالم۔ خون کی پیاسی اور بدکردار جماعتوں نے غیر محفوظ یہودی آبادی پر کئے۔ اور امن بریت کا بھی حال سنا۔ جو میرے ان میں کی گئی ہے۔

بیت المقدس ۲ ستمبر - سرکاری طور پر مقتولین و مجروحین کی جو تازہ فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۰۹ یہودی - ۸۳ مسلمان - ۴ عیسائی فلسطین میں قتل ہوئے۔ پنجشنبہ کو مقام سفید میں ۶ اور مقتول یہودیوں کا پتہ ملا۔ فرانسیسی گورنمنٹ شام نے ان گروہوں کو روکنے کے لئے جو گشت لگا رہے ہیں۔ سخت انتظامات کر دیئے ہیں۔ تاکہ وہ سرحد شام عبور کر کے فلسطین میں نہ آئیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔